www.KitaboSunnat.com

پروفیسر منظور احسن عباسی

آخری قسط (۳)

اسلامی نظامِ حیات اور جدید رجحانات

○

مادیت کی حقیقت

مادی ناز و نعم اور دنیوی ترقیات کو ایمان و اسلام کا ثبوت یا اس کے مقاصد میں سے تصور کرنا اسلام کی توہین ہے۔ اسی طرح یہ خیال کہ کسی فرد یا جماعت کا ترفع یا حکومت و سلطنت، مال و جاہ، ایجادات و اختراعات اور علم و ہنر میں برتری حاصل کر لینا ہی اس کے مذہبی عقائد یا اخلاقی نظریات کے برحق ہونے کی دلیل ہے اور یا یہ خیال کرنا کہ جو لوگ مادی تفوق کے اس مقام پر فائز ہیں وہی اسلامی اور قرآنی تعلیمات کے سچے پیرو ہیں اور اس کے برعکس جو اقوام دنیاوی اور مادی حیثیت سے پس ماندہ ہیں وہ قرآنی بصیرت یا دین سے بیگانہ یا اسلامی طرزِ فکر سے عاری ہیں، قطعاً باطل ہیں۔ بلکہ اسلام یا قرآن کے بلند مقاصد سے فراری ذہنیت اور خود اسلام سے بیزاری کے غماض ہیں اور مشرکانہ، ملحدانہ یا کم از کم مادہ پرستانہ طرزِ فکر کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اسلام امن و عافیت کوشی کا مذہب ہے اور انسانی زندگی کو مکمل طمانیتِ قلب کا درس دیتا ہے۔ اسلامی تمدن نفوسِ مطمئنہ کی جولانگاہ ہے۔ نیز فتنہ و فساد، حرص و ہوا اور بغض و عناد جیسی خبیث خصائل کا دشمن ہے۔

اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اسلام نے اطمینانِ قلب حاصل کرنے کے لیے کیا وسیلہ بنایا ہے اور پھر اطمینانِ قلب کیوں ضروری ہے۔ اس کے لیے قرآنِ حکیم کی دو آیتوں پر غور کیجیے:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○ (الرعد: ۲۸)

یعنی یاد رکھو کہ اللہ کی یاد باقی رکھنے سے دل مطمئن ہوتا ہے۔

اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے اغراض و مقاصدِ دینیہ یا دنیوی کے حصول میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پیش نظر رکھے تو وہ کبھی ناکام نہ ہوگا۔ بلکہ ناکام ہونا اس کے لیے ناممکن ہو جائے گا۔ کیوں کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی مدعا کے حصول کی تمنا اس مدعا سے ہٹ کر خوشنودیٔ مولا ہوگی تو وہ مدعا حاصل نہ ہونے کے باوجود اصل مدعا یعنی خوشنودیٔ حق سے ہرگز محروم نہیں ہو سکتا۔ صحت و توانائی کا حصول، فراوانیٔ مال کی طلب، عزت وجاہ و منصب کی خواہش، اولاد کی تمنا، حوائج زندگی کی سہولت، غرض بے شمار تمنائیں ہیں، اگر ان کے حصول کے لیے انسان اس طرح کوشش کرے کہ ہر حال میں اللہ کا تصور باقی رہے اور سعی و عمل کے کسی شعبہ میں اللہ کی ہدایات اور اس کے متعین دائرۂ حدود سے تجاوز روا نہ رکھے اور باوجود اس کے اپنی جد و جہد میں ناکام رہے، تب بھی اس کا دل مطمئن رہے گا، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اصل مقصود تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا تصور تھا جسے اس نے کسی لمحہ بھی فراموش نہیں کیا اور اس مقصد میں وہ ناکام نہیں رہا۔ ظاہری ناکامیاں تو وہ ناکامی کی تعریف ہی میں نہیں آتیں کیونکہ فی الواقع وہ کوئی مقصد ہی نہ تھا۔ یہی وہ نفوس مطمئنہ ہیں جن کا اجر جنت یا لازوال نعمت ہے۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝

یعنی اے نفسِ مطمئنہ اب اپنے رب کی آغوش میں آجا کہ یہی تجھے پسند ہے اور تیرے لیے یہی پسند کیا گیا ہے۔ (الفجر: ۲۷، ۲۸)

قرآنِ حکیم نے نفسِ مطمئنہ کا یہ انعام بیان فرما کر اطمینان کی غرض بیان کر دی ہے کہ اطمینان یہ نہیں ہے کہ خوب پیٹ بھر کر کھاؤ، ڈکار لو اور مر جاؤ۔ اور نہ یہ مقصد ہے کہ کسی نہ کسی طرح دولتِ فراواں حاصل کر دو یا کابینۂ حکومت کی رکنیت ملے یا کوئی عہدۂ وزارت حاصل ہو یا کسی کارخانہ کا اجرا کر سکو یا کسی زمین یا مکان پر قبضہ جما سکو، بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ دنیا میں مطمئن رہو اور آخرت میں دائمی راحت سے بہرہ یاب ہو جاؤ۔

قرآنِ حکیم نے جوہری، برقی، دخانی، آبی، ارضیاتی اور فلکیاتی قوتوں سے بہرہ مند ہونے کی تمام صلاحیتیں انسان کو عطا فرمائی ہیں لیکن اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لیے اس نے اطمینانِ قلب کے مقصد کو فراموش نہ کرنے کی تائید فرمائی ہے۔ دین کے لیے تمام مادی یا عنصری قوتوں سے بھرپور فائدہ اٹھانا ہی فوز و فلاح کا واحد ذریعہ ہے۔ جس سے اطمینان حاصل ہو سکتا ہے۔

اس وقت بین الاقوامی بے چینی اور خلفشار (جس سے غالباً عالم انسانیت کا کوئی گوشہ خالی نہیں) کا سبب صرف یہ ہے کہ یہ تمام ترقی یافتہ یا ترقی پذیر قومیں اپنی برتری کے اقدامات میں ذکر اللہ سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالی ہیں، بلکہ اللہ کے تصور سے بیزار ہیں۔ جوہری تباہ کن ہتھیاروں کی دوڑ اس لیے ہے کہ ہر قوم اپنے پاس زیادہ سے زیادہ سامان مہیا کر کے اس عافیت کو تباہ و برباد کرنا چاہتی ہے۔

اس مقام پر سب سے زیادہ پیچیدہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر فی الواقع صورت حال یہی ہے تو کیا یہ اندیشہ نہیں کہ اسلام دشمن طاقتیں اپنے تباہ کن آلات کے ذریعہ اسلام کو صفحۂ ہستی سے نابود کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور مسلمان جستجوئے امن کے خوابِ خرگوش میں ہی پڑے رہیں لیکن قرآنِ حکیم نے مسلمانوں کے خلاف کفر کی ان چیرہ دستیوں سے دفاع کی ہدایت بھی فرما دی ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ○ وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ ــــ

یعنی کافر یہ خیال نہ کریں کہ وہ سبقت لے گئے، وہ (اسلام اور اہلِ اسلام کو) عاجز نہیں کر سکیں گے۔ تم کو چاہیئے کہ ان کے مقابلہ کے لیے حتی المقدور قوت فراہم کرو اور لشکر تیار رکھو۔ جس سے اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمنوں پر خوف طاری رہے اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی جنہیں تم نہیں جانتے، انہیں اللہ جانتا ہے۔ (الانفال: ۵۹/۶۰)

اس آیت میں لفظِ قوت یا خیل وہی مفہوم رکھتا ہے جو فوجی اصطلاح میں Force کا ہے۔ قوت سے محض انفرادی صلاحیت مراد نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مفہوم ذرائع قوت خیال فرماتے ہوئے لفظِ قوت کی تفسیر تیر اندازی سے فرمائی ہے اور مدعا یہ ہے کہ قوت کے اسباب کا فراہم کرنا قوت ہے۔ اور اس بنا پر اس لفظِ "تیر" میں عہد حاضر کے وہ تمام آلاتِ حرب شامل ہیں جو دشمن کے لیے باعثِ ہیبت ہوں۔

گویا یہ آیت مسلمانوں کو دشمنانِ دین کا مقابلہ کرنے کے لیے جوہری توانائی یا آتش و فولاد سے کام لینے کی ہدایت کرتی ہے اور فی الواقع اس کا مقصد ایسے سامان کا فراہم کرنا ہے۔ جو تخریبی قوتوں اور فتنہ پردازیوں کے شر سے محفوظ رکھ سکے۔ قرآنِ حکیم اعدائے دین کی ان جنگی تیاریوں کے پیش نظر مسلمانوں پر بھی یہ فرض عائد کرتا ہے کہ وہ علوم ریاضی و طبیعیات و کیمیاوی میں دوسری اقوام سے گوئے سبقت نکال لے جانے کی کوشش کریں۔

راقم الحروف کے خیال میں اب بھی وہ وقت ہے کہ مسلمانوں کے نوجوانوں کی تمام فکری اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عملی قوتوں کو علوم حاضرہ کے حصول میں لگا دیا جائے ۔ افکار انسانی کے فکری تقاضوں کی اس طرح پر تکمیل تقاضائے زندگی سے گزر کر مقصدِ زندگی بن جاتی ہے اور اس طرح اعمالِ انسانی میں قلب ماہیت شریعتِ اسلامیہ کی خصوصیت میں سے ہے جس کا طریقہ الفاظ حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ میں بتا دیا گیا ہے یعنی عمل کا مقصود و مقام اس کے مخلصانہ تعین پر منحصر ہے۔ مقصد کی تبدیلی سے عمل کی حقیقت بلکہ اس کا اثر بھی بدل جاتا ہے ۔ یہ ایک ایسی مسلمہ نفسیاتی حقیقت ہے جس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ۔ تمدنی اور اخلاقی تقاضوں کے تحت جو قانون بھی مرتب کیا جائے گا اس سے شعبۂ تعزیرات میں ارتکاب جرائم کے تحقق کا بیشتر انحصار تعین مقصد ارتکاب عمل پر رکھنا ہو گا۔ اسی طرح تمام مادی ترقیات میں بھی کسی قوم کا انہماک ایمان اور نیتِ صدق کے ساتھ ہو تو عبادات میں شمار کیا جاتا ہے بلکہ حیاتِ انسانی کا ہر شعبہ ایمان باللہ کے ساتھ وابستہ ہو کر عمل صالح کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ قرآن حکیم کسی عمل کو خواہ وہ بظاہر نتائج کے اعتبار سے کتنا ہی جاذبِ نظر کیوں نہ ہو۔ ایمان باللہ کے بغیر حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ کا مصداق قرار دیتا ہے ۔

لہذا خدا ناآشنا قوموں کی تمام خیرو کن ترقیات اللہ کے نزدیک پرکاہ کی حقیقت نہیں رکھتیں اس کے برعکس احکام الٰہی یا شریعتِ اسلامیہ کے پیشِ نظر تمام بلند عزائم اور اعلیٰ مقاصد انسانیت کے مدارجِ کمال پر پہنچانے کا یقینی راستہ ہیں ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ !

مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

کی سورۂ فاتحہ کی تفسیر

مکمل واضح البیان مجلد

قیمت : ۱۰ روپے

ملنے کا پتہ :

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار ــــــ لاہور

مکتبہ نعمانیہ ــــــ اردو بازار ــــــ لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ